NO. 3.

بندے ماترم

رسالہ نمبر ۳

ہندسوں کی گواہی

انگریزی راج
میں پرجا کے دکھوں
کی
کہانی

ماہ جولائی ۱۹۱۵ء

یہ ہندسے مختلف کتابوں اور انگریزی رپورٹوں
سے لئے گئے ہیں۔

باہتمام ایڈیٹر غدر
غدر پریس سانفرانسسکو امریکہ میں
چھپ کر شائع ہوئی
تعداد ۱۰۰۰۰

نقارہ غدر کا بجا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت ہندسوں کی آزمائے جس کا جی چاہے

زمین کا لگان

تیس ۳۰ برس میں زمین کا لگان اس طرح بڑھ گیا ہے:—

سنہ ۱۸۸۱ء	روپیہ ۲۲ کروڑ ۱۲ لاکھ ۷۰ ہزار (۲۲۱۲۷۰۰۰۰)
سنہ ۱۸۹۱ء	" ۲۴ کروڑ ۸۷ لاکھ ۳۰ ہزار (۲۴۸۷۳۰۰۰۰)
سنہ ۱۹۰۱ء	" ۲۷ کروڑ ۳۹ لاکھ ۷۵ ہزار (۲۷۳۹۷۵۰۰۰)
سنہ ۱۹۰۹ء	" ۳۱ کروڑ ۹۹ لاکھ ۸۰ ہزار (۳۱۹۹۸۰۰۰۰)

غور کرو۔ کہ تیس برس میں زمین کا لگان ڈیوڑھا ہو گیا ہے۔ سنہ ۱۸۸۱ء میں ایک انگریز افسر ولیم ہنٹر نے لکھا تھا۔ کہ ہندوستان میں ۷ کروڑ آدمیوں کو پوری خوراک نہیں ملتی۔ اگر اس وقت یہہ حالت تھی۔ تو اب کیا دُردشا ہوگی۔ ہندوستوں کو اچھی طرح بار بار پڑھو اور دیکھو۔ کہ کس طرح انگریز دیس کو لوٹ رہے ہیں۔

نہروں کی آمدنی

انگریزی گورنمنٹ نہروں سے خوب روپیہ کماتی ہے۔ پرجا کے روپیہ سے نہریں بنتی ہیں۔ پھر اُن نہروں کے پانی کیلئے کسانوں کو محصول دینا پڑتا ہے۔ اس طرح خلقت کو ایک دفعہ لوٹ کر دوبارہ لوٹنے کا موقع مِل جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء	روپیہ ۲ کروڑ ۷۶ لاکھ ۶۰ ہزار
سنہ ۱۹۰۶ء	" ۳ کروڑ ۸۵ لاکھ ۵۰ ہزار
سنہ ۱۹۰۹ء	" ۴ کروڑ ۸ لاکھ ۷۵ ہزار

نمک کا ٹیکس

ہندوستان میں انگریزی راج کی "برکتوں" میں سے ایک یہہ بھی ہے۔ کہ نمک تک پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ لگان۔ چنگی۔ جنگلات۔ انکم ٹیکس اور آبکاری وغیرہ سے کافی آمدنی نہیں ہوتی۔ پس نمک پر ٹیکس ضروری ہے۔ لالچ اور بدمعاشی کی انتہا ہے۔ اس سے زیادہ ظلم نہیں ہو سکتا۔

ہندسون کی گواہی

انگریزی راج کی برائیان ایسی صاف ظاہر ہین۔ کہ ذکر کرتے ہی بھلے لوگون کا خون جوش مین آجاتا ہے۔ مگر ہمارے ہندی بھائیون کو اس گورنمنٹ کی ساری بدمعاشیان اور کارستانیان معلوم ہی نہین۔ کیونکہ انہین رپوٹین پڑھنے اور راج کے معاملون پر نکتہ چینی کرنے کی عادت نہین۔ ہندوستان کے لوگ یہ سمجھتے ہین۔ کہ سرکار کو ٹیکس دے کر پیچھے پوچھو ہی مت۔ کہ اس روپیہ کا کیا ہوا۔ کس طرح خرچ کیا گیا۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ تمام پڑھنے لکھنے والون کو ملکی مسئلون پر بحث کرنے کا شوق پیدا کرایا جاوے۔ مہذب ملکون مین ہر مرد وزن ٹیکسون کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ کہ اتنی رقم جمع کی گئی۔ اور اس طرح خرچ ہوئی۔ ایک پیسہ ادہر سے اُدھر ہونے نہین پاتا۔ ہندوستان مین تو بعض بڑی ریاستین سالانہ رپوٹ تک نہین چھاپتین۔ بعضے راجے جتنا چاہین۔ اپنے عیش و عشرت مین خرچ کر ڈالتے ہین۔ اس اندھیرے کو دور کرنیکے لئے صرف ایک بات ضروری ہے۔ یعنے اُن کو اخبارون کے ذریعے بتانا چاہیئے۔ کہ ریاستی خزانہ کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ تب سب چورون کی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ اور لوگ غصے مین آکر کہینگے کہ ہمارا روپیہ ہے۔ ہماری رائے سے خرچ ہونا چاہیئے۔ اس لئے غدر اخبار سے ہندسون کی گواہیان اکثر کرکے اس پستک مین شائع کی جاتی ہین۔ تاکہ عام ہندیون کو انگریزی راج کے مختلف صیغون کی بابت ہندسے اور اعداد معلوم ہون۔ ان سے سب کی آنکھین کھُل جائینگی۔ معلوم ہوگا کہ انگریزی راج کو جتنا بُرا سمجھتے تھے۔ دراصل اس سے کہین زیادہ خراب ہے۔

ہندسے ایسے ہین۔ جیسے ہتھوڑا۔ ان کے آگے کسی چالباز کی دال نہین گلتی۔ جب ہندسون سے ایک اصول ثابت ہوگیا۔ تو اسے سارا جہان رد نہین کرسکتا + + + +

خوش ہو جائے۔ اب ٹیکس ایک روپیہ فی من ہے۔ اور پنجاب میں نمک کا بھاؤ تقریباً عہ/ ۱۲ فی من ہے۔ اگر نمک کا ٹیکس نہ ہو۔ تو دام صرف ۱۱ / فی من رہ جائے۔ دیکھئے۔ کہ اب بھی نمک پر ۱۵۰ فیصدی ٹیکس ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ع میں تو کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ اس وقت ڈھائی روپیہ فی من ٹیکس تھا۔ اور نمک کا بھاؤ پنجاب میں تقریباً تین روپے ڈھائی آنے من تھا۔ یعنی اصلی قیمت پر ۲۵۰ فیصدی ٹیکس تھا۔ ایسے ٹیکس کسی ظالم راج میں نہیں سنے گئے۔ نمک کے ٹیکس سے غریبوں اور مویشیوں کو کافی نمک کھانے کو نہیں ملتا۔ یوں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک سیر نمک کے دام کم زیادہ ہونے سے پرجا کو زیادہ نقصان نہیں ہوتا ہوگا۔ مگر اعداد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غریبوں اور مویشیوں کو کافی نمک ملنا مشکل ہے۔ اگر قیمت زیادہ کر دی جاوے۔ ہندوستان کے باشندوں کی اوسط آمدنی ۲/ فی روز ہے۔ اور لاکھوں آدمیوں کی اس سے بھی کم ہے۔ کیونکہ کتنے ہی راجا نواب سیٹھ ساہوکار بھی دیس میں بستے ہیں۔ پس غریب کسانوں اور مزدوروں کو نمک خریدنے میں بھی کوڑی کوڑی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اگر مویشیوں کے لئے کافی نمک نہیں خریدا جا سکتا۔ تو ان کو نقصان پہنچتا ہے۔

نمک کوئی برف یا برفی تو ہے ہی نہیں۔ کہ خواہ مخواہ ذائقہ کیلئے لوگ زیادہ کھا جائینگے۔ نمک صرف ضرورت کے مطابق کھایا جا سکتا ہے۔ تو نتیجہ نکلا۔ کہ پہلے خلقت کو اپنے لئے۔ اپنے بچوں کے لئے۔ اور مویشیوں کے لئے کافی نمک نہ ملتا تھا۔ اور اگر اب بھی نمک کا ٹیکس موقوف ہو جائے۔ تو لوگ زیادہ نمک استعمال کریں۔

چنانچہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ڈھائی روپیہ فی من ٹیکس تھا۔ تو ۳ کروڑ ۶۶ لاکھ من نمک کل ہندوستان میں استعمال کیا گیا۔ جب ٹیکس دو روپیہ من تھا۔ تو ۴ کروڑ ۱۲ لاکھ من۔ جب ڈیڑھ روپیہ من ٹیکس تھا۔ تو ۴ کروڑ ۳۸ لاکھ من۔ جب ایک روپیہ من ہو گیا۔ تو سنہ ۱۹۱۱ع میں ۴ کروڑ ۸۲ لاکھ من نمک استعمال کیا

اور نہ ہی کسی گورنمنٹ نے آج تک کیا ہے۔ اب ہم ناظرین کو نمک کے ٹیکس کی بابت کچھ معلومات دینگے:۔

ہندوستان میں نمک کئی جگہ پیدا ہوتا ہے۔ قدرت نے پنجاب کو نمک کی بڑی کانیں بخشی ہیں۔ کوہاٹ کے گرد و نواح کے علاقہ میں زمین کے نیچے نمک کے انبار لگے ہوتے ہیں۔ جن کو کئی پشتیں بھی ختم نہیں کر سکتیں۔ ریاست منڈی میں بھی تھوڑا نمک پیدا ہوتا ہے۔ جھیل سانبھر سے (جسکو لشکری کہتے ہیں)۔ نمک بے حد مقدار میں نکلتا ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے سنہ ۱۸۷۰ء میں اس جھیل پر قبضہ کر لیا۔ اور راجپوت ریاستوں سے عہد نامہ کر لیا۔ کہ انہیں کچھ روپیہ ہر سال معاوضہ میں ملیگا۔ ہمارے راجا اور وزیر ایسے بے وقوف اور پست ہمت ہیں۔ کہ انہوں نے اس عہد نامہ کو منظور کر لیا۔ اور کروڑوں روپیہ انگریزوں کی نذر کر دیا۔ مدراس، بمبئی اور کاٹھیاوار کے ساحل پر سمندر کے پانی کو بخارات کی شکل میں اڑا کر نمک حاصل کیا جاتا ہے۔ جتنا نمک پیدا ہوتا ہے۔ سب پر گورنمنٹ کا ٹیکس ہے۔ گورنمنٹ خود اپنے کارخانوں سے نمک بناتی ہے۔ اور اپنے محکمہ کی زیر نگرانی کانوں سے نکالتی ہے۔ اس کو خود ہی بیچتی ہے۔ علاوہ ازیں جو کارخانے بمبئی اور مدراس میں مختلف شخصوں اور کمپنیوں نے کھولے ہیں۔ ان کے نمک پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ہر صوبہ میں محکمہ نمک ہے۔

کل ہندوستان میں سنہ ۱۹۰۰ء میں ۲ کروڑ ۲۶ لاکھ ۴ ہزار سات سو بہتر من نمک پیدا ہوا۔ اور ۱ کروڑ ۵۰ لاکھ ۱۵ ہزار من نمک انگلستان، جرمنی، عدن، عرب، مصر، سپین، ٹرکی اور دوسرے ملکوں سے منگایا گیا۔

سنہ ۱۹۰۰ء کے قریب نمک پر اتنا ٹیکس زیادہ تھا۔ کہ زمین کے لگان کے علاوہ سب ٹیکسوں سے زیادہ آمدنی وصول ہوتی تھی۔ اس وقت ٹیکس ڈھائی روپیہ فی من تھا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں ٹیکس دو روپیہ فی من کیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں ڈیڑھ روپیہ فی من اور سنہ ۱۹۰۷ء میں ایک روپیہ فی من تک گھٹایا گیا۔ تاکہ رعیت

کل رقم ۵۳ کروڑ ۸ لاکھ ۲۹ ہزار نوے

غور کرو کہ ۵۳ کروڑ روپیہ ہندوستان کے کسانوں اور مزدوروں سے گورنمنٹ نے صرف نمک پر ٹیکس لگا کر لوٹے۔ اگر یہ روپیہ رعایا کے پاس رہتا۔ تو اس سے زیادہ خوشحال ہوتے۔ ان سے یہہ روپیہ لے کر انگریزوں کے ناچ رنگ مرغی انڈے پر خرچ کیا گیا+

قدرت نے نمک سب لوگوں کے استعمال کیلئے مفت دیا ہے۔ گورنمنٹ اس پر ٹیکس لگا کر پرجا کو کافی نمک بھی نہیں کھانے دیتی۔ نمک کسی شخص یا راجہ کی ملکیت نہیں ہے۔ کیونکہ کانیں یا جھیل سانبھر یا سمندر کا پانی کسی گورنمنٹ نے نہیں بنایا ہے۔ پس اگر نمک کو نکالنے اور تیار کرنے کے دام خرچ کے حساب سے لئے جائیں۔ تو سب کو نمک اچھی طرح مل سکتا ہے+

مگر ہندوستان میں یہہ اندھیرا ہے۔ کہ ادھی کی بڑھیا ٹکا سر منڈائی۔ قدرت ایک چیز کو تو ضروریات زندگی میں سے ہمیں مفت دیتی ہے۔ مگر ظالم گورنمنٹ بیچ ہی میں سے اڑا کرلے جاتی ہے۔ ایسی گورنمنٹ کو جلد دنیا کے پردے پر سے ہٹا دینا چاہئے+

جنگلات سے آمدنی

قدرت نے جو نعمتیں پرجا کے سکھ کے لئے دی ہیں۔ ان کو انگریزی گورنمنٹ چند انگریزوں کے لئے روک لیتی ہے۔ جس طرح نمک کا ٹیکس لے کر روپیہ کمایا ہے۔ اسی طرح جنگلات کو بند کر کے اور رعایا کو ان فوائد سے محروم کر کے بھی بہت آمدنی کی ہے۔ جنگل کسی راجہ کی جائیداد نہیں ہیں۔ خلقت کیلئے قدرت نے بخشے ہیں۔ پس جنگلوں سے آمدنی وصول کرنا ایک نہایت کمینہ اور ظالمانہ فعل ہے۔

ہندوستان میں سرکاری جنگلات کا رقبہ پچھلے دس سال میں ۱۲ فیصدی سے بڑھ گیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ۲ لاکھ ۶ ہزار آٹھ سو نواسی مربع میل تھا۔

گیا۔ یعنے ٹیکس کے کم کرنے سے دس سال مین نمک کا استعمال ۳۳ فیصدی بڑھ گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انگریزی راج مین رعایا مدت سے کافی نمک بھی نہین کھا سکتی +

ٹیکس کے گھٹنے سے نمک کا بھاؤ بھی گھٹ گیا ہے۔ جون جون ٹیکس کم ہوتا گیا۔ بازار مین بھاؤ بھی کم ہوتا گیا۔ گاؤن کے لوگ اکثر بنئے کو برا بھلا کہتے ہین۔ کہ اس نے قیمت بڑھادی۔ اصل مین بنئے کا اتنا قصور نہین ہوتا ہے۔ نمک کے ٹیکس مین جو کمی ہوئی۔ اس کا پورا فائدہ خلقت کو مل گیا۔ کیونکہ جب ٹیکس ۲½ روپیہ من تھا۔ تو نمک کی قیمت تین روپیہ ڈھائی آنہ فی من تھی۔ جب ٹیکس دو روپیہ تھا۔ تو نمک کا دام دو روپیہ بارہ آنے ہو گیا۔ جب ٹیکس ڈیڑھ روپیہ من ہوا۔ تو بھاؤ دو روپیہ ساڑھے تین آنے من ہو گیا۔ جب ٹیکس ایک روپیہ من کیا گیا۔ تو سنہ ۱۹۱۱ء مین بھاؤ ۱۱ؑعہ ہو گیا۔ پہلے جو زیادہ قیمت تھی۔ وہ سب گورنمنٹ کے خزانہ مین جاتی تھی۔

گورنمنٹ کی آمدنی دس سال مین گھٹتی گئی ہے۔ مگر اب بھی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۴ کروڑ ۱۵ لاکھ ۲۳ ہزار چھ سو نوے تھی۔ گذشتہ دس سال کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

سنہ ۱۹۰۲ء	۸ کروڑ ۳۷ لاکھ ۹۰ ہزار ۶ سو اسّی
سنہ ۱۹۰۳ء	۶ کروڑ ۹۷ لاکھ ۵۷ ہزار ۴ سو پچاسی
سنہ ۱۹۰۴ء	۷ کروڑ ۱۲ لاکھ ۲۵ ہزار چھ سو ساٹھ
سنہ ۱۹۰۵ء	۵ کروڑ ۶۲ لاکھ ۱ ہزار پانچ سو پچانوے
سنہ ۱۹۰۶ء	۵ کروڑ ۵۹ لاکھ ۶۰ ہزار دو سو ساٹھ
سنہ ۱۹۰۷ء	۴ کروڑ ۶ لاکھ ۳۳ ہزار چار سو دس
سنہ ۱۹۰۸ء	۳ کروڑ ۹۹ لاکھ ۲۳ ہزار نو سو پچیس
سنہ ۱۹۰۹ء	۴ کروڑ ۸ لاکھ ۵۸ ہزار پانچ سو ساٹھ
سنہ ۱۹۱۰ء	۴ کروڑ ۸۰ لاکھ ۹۵ ہزار تین سو پینسٹھ
سنہ ۱۹۱۱ء	۴ کروڑ ۱۵ لاکھ ۲۳ ہزار چھ سو نوے

سرکاری خزانون مین بچت

ہندوستان کی گورنمنٹ اتنی لالچی اور بددیانت ہے۔ کہ انگریزون کو مالامال کرکے بھی ہر سال خزانہ مین بچت رہتی ہے۔ جسکو انگریزی زبان مین سرپلس کہتے ہین۔ گورنمنٹ کے خزانہ مین بچت کے معنی یہہ ہین۔ کہ ہر جاسے اتنا روپیہ لوٹ لیا۔ کہ بدہضمی ہوگئی۔ سارا لوٹ کا مال بچا بھی نہ سکی۔ غور کرنے کی جگہ ہے۔ کہ ہزارون افسرون کو تنخواہین اور پنشنین دے کر اور انگریزی سرمایہ دارون کو سود ادا کرکے بھی پچھلے دس سال مین ہر سال سوائے ۱۹۰۸ء کے گورنمنٹ کو بچت رہی۔ ایک طرف رعایا غریب ہوتی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف سرکاری خزانہ مین سونے کی طغیانی آئی ہوئی ہے ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء مین ملک مین سخت قحط تھا۔ مگر گورنمنٹ کو بچت ہی رہی۔ یہہ اندھیر ہے۔ جو جلد غدر مچوائیگا۔ مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہوگا۔ کہ اب گورنمنٹ کسانون اور مزدورون کو لوٹنے مین حد سے آگے بڑھ گئی ہے۔ جب سانپ بہت موٹا چوہا کھا جاتا ہے۔ تو جلد مارا جاتا ہے۔ اب اس گورنمنٹ کے بھی آخری دن آ گئے ہین۔

بچت کی رقمین

۱۹۰۱ء	روپیہ	۷ کروڑ ۴۴ لاکھ ۴۷ ہزار ۴ سو پانچ
۱۹۰۲ء	"	۴ کروڑ ۶۰ لاکھ ۱۹ ہزار ۹ سو دس
۱۹۰۳ء	"	۴ کروڑ ۹۴ لاکھ ۶۰ ہزار ۱ سو پینتالیس
۱۹۰۴ء	"	۵ کروڑ ۸ لاکھ ۱۴ ہزار ۱ سو پچیس
۱۹۰۵ء	"	۳ کروڑ ۳۱ لاکھ ۳۸ ہزار ۴ سو بیس
۱۹۰۶ء	"	۲ کروڑ ۳۸ لاکھ ۴۰ ہزار چھ سو پچیس
۱۹۰۷ء	"	۵۰ لاکھ ۹۰ ہزار چھ سو نوے
۱۹۰۹ء	"	۹۰ لاکھ ۹۹ ہزار چھ سو پندرہ
۱۹۱۰ء	"	۵ کروڑ ۹۰ لاکھ ۴۴ ہزار تین سو پانچ
۱۹۱۱ء	"	۵ کروڑ ۹۱ لاکھ ۵ ہزار دس
میزان کل	"	۴۰ کروڑ ۹۴ لاکھ ۶۰ ہزار

اور سنہ ۱۹۱۱ء مین ۲ لاکھ ۲۲ ہزار نو سو پینتیس مربع میل ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی دست درازی برابر جاری ہے۔ اور جہان کہین زمین کا کونہ بِل جاتا ہے۔ اسے گھیر کر سرکاری زمین بنا دیتے ہین۔

اگر کوئی غریب آدمی جنگل سے کچھ لکڑی لے لے۔ یا مویشی چرانے چھوڑ دے۔ تو اس پر مقدمہ قائم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ سرکار نے اپنے فائدے کیلئے سارے جنگل الگ رکھے ہین۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء مین کل مقدمات ۲۱ ہزار ۱ سو ۸۸ تھے۔ اور سنہ ۱۹۱۲ء مین کل مقدمات ۹۶ ہزار ۴ سو ۳۸ تھے۔ غور کرو۔ کہ اتنے غریب آدمیون کو گورنمنٹ نے اس وجہ سے تکلیف دی۔ کہ انہون نے جنگل سے لکڑی لی تھی یا کسی اور طرح قدرتی حقوق سے فائدہ اٹھایا تھا۔

جنگلات سے آمدنی حسب ذیل ہے:—

سنہ ۱۹۰۱ء	روپیہ ۱ کروڑ ۷۳ لاکھ ۶۰ ہزار ۳ سو ۲۵
سنہ ۱۹۰۲ء	" ۱ کروڑ ۹۴ لاکھ ۱۷ ہزار ۵ سو ۴۵
سنہ ۱۹۰۳ء	" ۲ کروڑ ۲۳ لاکھ ۱۶ ہزار ۷ سو ۴۰
سنہ ۱۹۰۴ء	" ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ ۲۹ ہزار ۴ سو ۹۰
سنہ ۱۹۰۵ء	" ۲ کروڑ ۶۶ لاکھ ۹۳ ہزار نو سو ۵۵
سنہ ۱۹۰۶ء	" ۲ کروڑ ۶۵ لاکھ ۳۳ ہزار ۶ سو ۶۵
سنہ ۱۹۰۷ء	" ۲ کروڑ ۵۹ لاکھ ۸۹ ہزار ۱ سو ۵۰
سنہ ۱۹۰۸ء	" ۲ کروڑ ۵۵ لاکھ ۱۳ ہزار ۴ سو ۸۰
سنہ ۱۹۰۹ء	" ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ۳۰ ہزار ۷ سو ۹۰
سنہ ۱۹۱۰ء	" ۲ کروڑ ۴۷ لاکھ ۳۴ ہزار ۲ سو ۵۵
سنہ ۱۹۱۱ء	" ۲ کروڑ ۹۲ لاکھ ۸۲ ہزار ۶ سو ۲۵

جب گورنمنٹ نے اتنی لوٹ مار شروع کر دی ہے۔ تو قوم کو چاہیئے۔ کہ بدذاتون کو نکال کر سب جنگلات کو اپنے قبضے مین لا کر اپنے فائدے کیلئے استعمال کرین +

کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ۔ امیر اور پرجا غریب۔ یہ اندھیر ہندوستان ہی میں ہے اگر اسی طرح سرکاری آمدنی بڑھتی رہی۔ تو جلد ہندوستان بالکل محتاج خانہ کی مانند ہو جائیگا۔ پس جلد غدر کر کے اس روپیہ کو اپنے فائدے کیلئے استعمال کرنا چاہیئے +

فوج پر خرچ

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہندوستان جس غلامی میں مبتلا ہے۔ اس کا ظاہرا نشان انگریزی فوج کی موجودگی ہے۔ ہر انگریزی سپاہی ہندوستانیوں کی بدقسمتی کا زندہ آلہ ہے۔ آزادی کے ساتھ یہہ فوج ملک سے نکال دی جائیگی۔ غلامی کے اسباب اور ہیں۔ مگر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ظلم کا اوزار اور راج کا ہتھیار یہ فوج ہی ہے۔ یہ موٹے سانڈ صرف لڑنے مرنے کیواسطے رکھے جاتے ہیں۔ ہندوستانی بھی عقل اور دیش بھگتی نہ ہونے کی وجہ سے انگریزی فوج میں بھرتی ہو جاتے ہیں۔ ایسے کپوتوں نے جنم ہی نہ لیا ہوتا۔ تو اچھا ہوتا۔ اس وقت انگریزی فوج پر ملک کے روپیہ کا ایک بڑا حصہ خرچ کیا جاتا ہے۔ فوج کو خوش رکھنا انگریزی گورنمنٹ کا اول فرض ہے۔ گورے اور ہندوستانی سپاہی کسانوں اور مزدوروں کے پیدا کیئے ہوئے دھن میں سے کروڑوں روپیہ کھا جاتے ہیں۔ اور ٹیکسوں کے بڑھنے کی ایک وجہ یہہ بھی ہے +

پچھلے پچیس سال میں فوجی اخراجات تقریباً دوگنے ہو گئے ہیں۔ باقی سب حالات پر غور کر کے بھی یہ ایزادی گورنمنٹ کی ظالمانہ پالیسی کا کافی ثبوت ہے۔ پلیگ کا انسداد کرنیکے لئے تو روپیہ نہیں ملتا۔ مگر فوج کا پیٹ پالنے کے لئے نکل آتا ہے +

سنہ ۱۸۸۵ء	روپیہ	۱۷ کروڑ ۵۰ لاکھ
سنہ ۱۸۸۶ء	"	۲۰ کروڑ ۶ لاکھ

ہندسوں کی شہادت ہی ملزم کے حق میں قاتل ہے۔ اس میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے +

گورنمنٹ کی آمدنی

ارب سے زیادہ روپیہ

اگر ہندوستانیوں کو معلوم ہو۔ کہ گورنمنٹ انگریزی کی کل آمدنی کتنی ہے۔ تو ان کی آنکھیں کھل جائیں اور سوچیں۔ کہ یہ بے حد روپیہ کسطرح خرچ کیا جاتا ہے۔ انگریزی گورنمنٹ کی آمدنی لاکھ کروڑ سے بڑھ کر ارب تک کے ہندسوں میں پہنچ گئی ہے۔ یہ بدمعاش گورنمنٹ سارے ملک کے کونہ کونہ سے زر کھینچ کر اپنے خزانہ میں جمع کرتی ہے۔ اور خزانہ کا دفتر دراصل لٹیروں کے غار کی مانند ہے۔ جہاں وہ اپنا مال چھپاتے ہیں۔ جیسا علی بابا اور چوروں کے قصہ میں پڑھا ہے۔ پچھلے دس سال کی آمدنی کا نقشہ حسب ذیل ہے +

سنہ ۱۹۰۲ء	روپیہ ۹۶ کروڑ ۹۰ لاکھ ۳۰ ہزار نو سو
سنہ ۱۹۰۳ء	" ۱ ارب ۵ کروڑ ۲۳ لاکھ ۳۵ ہزار سات سو پندرہ
سنہ ۱۹۰۴ء	" ۱ ارب ۵ کروڑ ۱۷ لاکھ ۵۲ ہزار نو سو پچانوے
سنہ ۱۹۰۵ء	" ۱ ارب ۴ کروڑ ۴۸ لاکھ ۳۹ ہزار ۷ سو پچانوے
سنہ ۱۹۰۶ء	" ۱ ارب ۸ کروڑ ۴۰ لاکھ ۶۷ ہزار آٹھ سو پچھتر
سنہ ۱۹۰۷ء	" ۱ ارب ۵ کروڑ ۲۴ لاکھ ۶۹ ہزار پانچ سو ستر
سنہ ۱۹۰۸ء	" ۱ ارب ۳ کروڑ ۷۳ لاکھ ۹۸ ہزار نو سو چھبیس
سنہ ۱۹۰۹ء	" ۱ ارب ۱۰ کروڑ ۸۲ لاکھ ۴۳ ہزار تین سو بیس
سنہ ۱۹۱۰ء	" ۱ ارب ۱۹ کروڑ ۵۵ لاکھ ۹۹ ہزار دو سو چالیس
سنہ ۱۹۱۱ء	" ۱ ارب ۲۲ کروڑ ایک لاکھ ۵۰ ہزار پچاسی

غور کرو۔ کہ یہ ان گنت روپیہ ہر سال سرکاری خزانے میں جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے کسان اور مزدور کبھی نہیں پوچھتے۔ کہ یہ کیوں کر خرچ

کہ ہر سال کتنے درجہ ظلم بڑھ گیا۔ مفصلہ ذیل ہندسوں کو ملاحظہ کیجئے

خرچ پولیس پر	سال
۶ کروڑ ۹۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ	سنہ ۱۹۱۱ء
۷ کروڑ ۲۹ لاکھ "	سنہ ۱۹۱۳ء
۷ کروڑ ۸۰ لاکھ "	سنہ ۱۹۱۴ء

جسکے معنے یہ ہیں۔ کہ سنہ ۱۹۰۵ء سے ۷۰ فیصدی کے قریب پولیس کے خرچ میں اضافہ ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء سے بیس فیصدی کی زیادتی ہوئی ہے۔ گویا سنہ ۱۹۰۶ء سے آجتک پولیس کے ظلم میں دو تہائی ترقی ہو گئی ہے۔ اور جب تک انگریزی راج رہیگا۔ ظلم کے یہ کارخانے اور ان کے اخراجات بڑھتے ہی رہینگے +

انگریزی گورنمنٹ انگلستان میں کتنا روپیہ صرف کرتی ہے

چوروں کا غار

علی بابا اور چالیس چوروں کی کہانی میں لکھا ہے۔ کہ چور شہر میں سے لوٹ کر مال لے جاکر ایک غار میں چھپا دیتے تھے۔ اسی طرح وہ چوروں کا جتھا جسے انگریزی گورنمنٹ کہتے ہیں۔ ایک غار میں روپیہ جمع کرتا ہے۔ اور اس غار کا نام انگلستان ہے۔ گورنمنٹ ہر سال کروڑوں روپیہ ہندوستان سے لوٹ کر انگلستان لے جاتی ہے۔ اور غریب ہندوستانیوں کا خون انگریزوں کی شراب بن کر رنگ لاتا ہے۔ جن طریقوں سے ہندوستان کو لوٹا جاتا ہے۔ ان کی تفصیل ایک کتاب میں نہیں دی جا سکتی۔ یہاں ہم یہ بتائینگے۔ کہ گورنمنٹ ہند اپنے محکموں کے ذریعے سے انگلستان میں کتنا روپیہ ادا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں جو انگریز سوداگر۔ سرمایہ دار ساہوکار۔ حاکم۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ زمیندار۔ رنڈیاں وغیرہ ہندوستان میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اپنی آمدنی کا بڑا حصہ انگلستان

سنہ ۱۸۹۵ء	روپیہ ۲۴ کروڑ ۳۱ لاکھ
سنہ ۱۹۰۰ء	" ۲۶ کروڑ ۴ لاکھ
سنہ ۱۹۰۲ء	" ۲۷ کروڑ ۳۱ لاکھ
سنہ ۱۹۰۵ء	" ۳۱ کروڑ ۳ لاکھ
سنہ ۱۹۱۰ء	" ۲۸ کروڑ ۶۶ لاکھ

یہ نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۰۵ء مین تو فوجی اخراجات ۳۱ کروڑ تک بڑھ گئے تھے۔ اور سنہ ۱۸۸۹ء مین ۱۷ کروڑ تھے۔ یعنے بیس برس مین ۸۲ فیصدی سے زیادہ بڑھ گئے۔ اور اب تیس کروڑ کے قریب ہین۔ دریافت کیا جائے۔ کہ یہ روپیہ کس کام کیلئے خرچ ہوتا ہے۔ تو جواب ملیگا۔ کہ ہندوستانیون کو غلامی مین رکھنے کیلئے +

کتنے افسوس اور شرم کی جگہ ہے۔ کہ ہندوستان کے روپیہ سے ہی اس کے باشندون کو برباد کیا جاتا ہے۔ فاتح قوم اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرکے راج نہین کرتی ہے۔ سب روپیہ مفتوح پرجا سے لیا جاتا ہے۔ اور اسی مین سے ان کے پاؤن مین بیڑیان کسی جاتی ہین۔ ہندوستانی ایسے بیوقوف اور بے ہمت ہین۔ کہ اپنی ہی جوتی اپنے ہی سر کی کیفیت دیکھتے ہوئے بھی غدر کرنے پر آمادہ نہین ہوتے۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ یہ اندھیر دور ہو۔ اور ہندوستان مین اس بھاری بوجھ سے چھٹکارا پائے۔ جو اسکی پیٹھ پر لدا ہوا ہے۔ تب ایک روز سب انگریزی فوج کو شکست دے کر بہت برسون کے ظلم کا بدلہ لیا جاویگا +

پولیس پر خرچ

فوج سے بھی زیادہ دکھ روزمرہ تو پولیس دیتی ہے۔ پولیس کے ظلم کی تو کوئی حد ہی نہین۔ ہندسون سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پولیس کا خرچ بھی ہر سال بڑھتا جاتا ہے۔ گویا ہندسون سے ماپ سکتے ہین

سے بارہ لوٹنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ ریلوں سے گورنمنٹ کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اور نہروں سے آمدنی ہوتی ہے۔ ان کے بنانے کے لئے جو روپیہ انگلستان سے لیا جاتا ہے۔ اس پر ہر سال کروڑوں روپیہ سود دینا پڑتا ہے۔

خوب صاحب۔ بات ایک ہے۔ مگر کہنے کے طریقے ہزار ہیں۔ سب روپیہ ہے لوٹ کا مال۔ مگر اس کو مختلف طرح سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً سود۔ تنخواہ پنشن وغیرہ۔

علاوہ ازیں پنشنوں کی مد میں چھ کروڑ ۷۲ لاکھ روپیہ درج ہے یہ پنشن خور انگریز بڑے حرامزادے ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی ہندوستان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ انگلستان کے ہر شہر میں یہ موٹی کاہل جونکیں پائی جاتی ہیں۔ جن کا خرچ پنشن پر چلتا ہے۔ اور جیتے بھی بہت ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ مفت کی کھاتے ہیں۔ اور کام کچھ کرتے نہیں ہیں۔ چند علمی مشغلہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یا پادریوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یا ہندوستانی طلبا کو اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یا لنڈن کی کونسل وغیرہ کی ممبری کے فراق میں رہتے ہیں۔ یا پارلیمنٹ کی ممبری کے خواہاں ہوتے ہیں الغرض ہندوستان کے روپیہ پر موج کرتے ہیں۔ یہ پنشن خور فرقہ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہے۔ ہندوستانیوں کو تو ان کی صورت سے نفرت ہے۔ اور ان کے چہرے پر پھٹکار سی برستی ہے۔ جب ہندوستان میں کروڑوں آدمی نہایت غریب ہیں۔ تو ہندیوں کے لئے شرم کا مقام ہے۔ کہ سات ہزار میل پرے ایک کاہل جماعت ان کے روپیہ پر عیش کرے۔ انصاف کی تلوار سے اس رشتہ کو قطع کرنا چاہیئے۔ جو اس تعلق کو قائم رکھتا ہے۔

گورنمنٹ کے محکموں کے لئے انگلستان میں چیزیں خریدی جاتی ہیں۔ اور ان کی قیمت دو کروڑ تک پہنچ جاتی ہے۔ لنڈن میں انڈیا آفس کا خرچ اٹھائیس لاکھ کے قریب ہے۔ یہ انڈیا آفس گویا

بھیجتے ہین۔ اس رقم کا اندازہ آئندہ کسی کتاب مین پیش کرینگے۔ گورنمنٹ کے ذریعے سے جو روپیہ انگلستان مین براہ راست بھیجا جاتا ہے۔ اس کا تخمینہ تقریباً ۲۸ کروڑ ۲۹ لاکھ ہے۔ یہہ روپیہ مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق ادا کیا جاتا ہے ــــ

نقشہ اخراجات گورنمنٹ ہند در انگلستان برائے سال ۱۲-۱۹۱۱ء

(۱) قرضہ کا سود اور ریلون اور نہرون کے سرمایہ کا سود - ۱۶ کروڑ ۵۰ لاکھ روپیہ

(۲) قیمت مال جو محکمون کے لئے خریدا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ کروڑ ۷۹ لاکھ ؍؍

(۳) سول محکمون کے متعلق رقوم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۵ لاکھ ؍؍

(۴) خرچہ انڈیا اوفس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۷ لاکھ ۱۳ ہزار ؍؍

(۵) فوجی اور بحری اخراجات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ کروڑ ۵۲ لاکھ ؍؍

(۶) فرلو کی تنخواہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ کروڑ ۸۴ لاکھ ؍؍

(۷) پنشنین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ کروڑ ۷۲ لاکھ ؍؍

کل رقم ۲۸ کروڑ ۶۳ لاکھ ۷۳ ہزار روپیہ

اس نقشہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ کہ قرضہ کا سود اور ریلون اور نہرون کے سرمایہ کا سود ایک بڑی رقم ہے۔ اب پوچھو۔ کہ یہ قرضہ کیا ہے۔ یہ وہی معاملہ ہے۔ کہ ہماری جوتی ہمارے ہی سر۔ یعنے غدر ۱۸۵۷ء مین انگریزون کا جو خرچ ہؤا۔ وہ سب اِس قرضہ مین شامل ہے۔ اسی طرح جو روپیہ جنگ یا اندرونی انتظام کی ضروریات کیلئے قرض لیا گیا۔ وہ بھی اسی کا حصہ ہے۔ اچھا صاحب۔ قرض کس سے لیا گیا۔ سو وہ یہ بات ہے۔ کہ احمد کی پگڑی محمود کے سر۔ یعنے انگلستان کے امیر آدمیون سے۔ گویا انگریزون کے سرمایہ کو ایک جگہ لگادیا۔ جہان سے اچھا سود وصول ہو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جن آدمیون نے ہندوستان سے روپیہ کمایا ہے۔ وہ گورنمنٹ کو قرضہ دے کر پھر خوب سود لیتے ہین۔ گویا ایک دفعہ کی لوٹ کو دوبارہ

زیادہ آبادی کی پرورش کر رہا ہے۔ اگر سوال کیا جائے۔ کہ ملک بلجیم میں قحط کیوں نہیں پڑتے۔ حالانکہ وہاں آبادی ہندوستان سے چارگنی زیادہ گنجان ہے۔ تو انگریزی گورنمنٹ کے حامئی کیا جواب دے سکتے ہیں۔!۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے ثابت ہوگا۔ کہ کتنے اور ملکوں میں آبادی ہندوستان سے زیادہ گنجان ہے۔ لیکن وہاں ہندوستان کی سی غریبی نہیں +

نقشہ متعلق آبادی

نام ملک	کثرت آبادی فی مربع میل	نام ملک	کثرت آبادی فی مربع میل
بلجیم	۶۲۸ آدمی	جرمنی	۲۹۰ آدمی
ہالنڈ	۵۴۴ "	آسٹریا	۲۳۳ "
انگلینڈ	۳۵۶ "	سوئٹزرلینڈ	۲۱۷ "
جاپان	۳۲۵ "	فرانس	۱۹۰ "
اٹلی	۳۰۷ "	ڈنمارک	۱۶۸ "

ہندوستان میں ۱۶۷ آدمی

ان اعداد سے ہمارے مخالفوں کی دلیل کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ابھی کروڑوں اور آدمی رہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ گورنمنٹ ظالم نہ ہو۔ پرجا میں بل ہو۔ اور زراعت کے نئے طریقے استعمال کئے جائیں۔ مگر پہلی شرط سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے ظلم کے سامنے ترقی کے سب وسائل رائگاں جاتے ہیں۔ جب تک لگان کم نہ ہوگا۔ کاشتکاروں کو حقوق ملکیت نہ دئے جائینگے۔ حاکموں کی رشوت خوری کا بندوبست نہ ہوگا۔ اور دوسرے ملکوں سے بڑے پیمانے پر علم نہ سیکھا جائیگا۔ تب تک زراعت کی ترقی ناممکن ہے اور زراعت کی ترقی ہی سے آبادی بڑھ سکتی ہے۔ اب بھی اگر

سب قزاقوں کا مشترکہ مقام ہے - جہاں ساری تجویزیں سوچی جاتی ہیں - اور سازشیں کی جاتی ہیں - اگر یہ رقم (۲۹ کروڑ) ہندوستان کے اندر رہے - اور ہر جا میں مناسب طور پر تقسیم ہو - تو کتنا فائدہ ہو سکتا ہے - اور زراعت اور صنعت و حرفت کو کتنی ترقی ہو سکتی ہے +

ہند میں قحط کا سبب کثرت آبادی نہیں ہے دوسرے ملکوں سے مقابلہ

ہندوستان میں انگریزی گورنمنٹ کے حامی اکثر کہتے ہیں - کہ ہندوستان میں قحط اس وجہ سے پڑتے ہیں - کہ آبادی زیادہ ہے - پس خوراک کافی پیدا نہیں ہوتی - ہندوستان کے باشندے دوسرے ملکوں میں بسنا نہیں چاہتے - ایک ضلع کے آدمی دوسرے ضلع میں جانا پسند نہیں کرتے - بلکہ کسان تو اپنے گاؤں ہی سے ایسے مانوس ہوتے ہیں - کہ سو میل پرے جا کر بھی رہنا نہیں چاہتے - پھر اسی قطعہ زمین پر آبادی بڑھتی جاتی ہے - اور قحط پڑتے ہیں - یہ دلیل بالکل غلط اور مہمل ہے - کیونکہ سچائی کے وہ ہوشیار سپاہی جو ہمیشہ اپنی جگہ کھڑے رہتے ہیں - یعنی ہندسے - اس جھوٹ کے منہ میں راکھ بھر دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں - کہ ہندوستان میں ابھی آبادی بہت کم ہے - اگر گورنمنٹ ظالم نہ ہو - اور غریبوں کو موقع دیا جائے - تو ہندوستان کے اندر ہی وسیع قطعے ہیں - جہاں بستیاں بسائی جا سکتی ہیں - اور ہر ضلع کی پیداوار دس گنی بیس گنی بڑھ سکتی ہے - حال میں چند عالموں نے تمام ملکوں کی آبادی کے متعلق اعداد جمع کئے ہیں - ان سے ظاہر ہوتا ہے - کہ بجائے کثرت آبادی کے ہندوستان میں قلت آبادی ہے - یورپ کے اکثر ملکوں کی نسبت ہمارے ملک میں آبادی بہت کم ہے - بلکہ جاپان بھی ہماری نسبت

کاروبار بند کر دیا۔ خلقت بالکل بے بس حیران و پریشان رہی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں بخار سے کل اموات چھ لاکھ ستانوے ہزار ہوئیں۔ اور سنہ ۱۹۰۷ء میں پلیگ سے چھ لاکھ پانچ ہزار اموات ہوئیں۔ ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بخار پلیگ سے کم مہلک نہیں ہے۔ زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ بچوں کی اموات کی تعداد زیادہ بڑھ گئی۔ چنانچہ اس سال میں دس سال سے کم عمر کے تین لاکھ ۶۳ ہزار بچے چل بسے۔ گویا کل اموات میں سے آدھی سے زیادہ بچوں کی ہوئیں۔ یہ کسی قوم کے لئے کیا خوفناک اور پُردرد نظارہ ہے۔ مختلف اضلاع کا حال مندرجہ ذیل اعداد سے معلوم ہو سکتا ہے۔

نام ضلع	تعداد اموات بخار سے سنہ ۱۹۰۸ء میں
جالندھر	۲۲ ہزار
ہوشیارپور	۳۰ ہزار
امرتسر	۵۴ ہزار ایک سو
لودھیانہ	۱۷ ہزار پانسو
فیروزپور	۲۸ ہزار
لاہور	۴۲ ہزار پانسو

کسی مہذب ملک میں اتنی بیماری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہاں گورنمنٹ کی طرف سے حفظ صحت کا انتظام ہوتا ہے۔ لوگ ہندوستانیوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں۔ کپڑے کافی پہنتے ہیں۔ اور صاف مکانوں میں رہتے ہیں۔ بیماری تو سب ملکوں میں انسان کو دکھ دیتی ہے۔ مگر موجودہ ہندوستان میں آج کل اس نے اپنا راج جما رکھا ہے۔

ہر ہندوستانی کو سوچنا چاہئے۔ کہ اس کے اپنے ضلع اور صوبے میں بیماری کیوں زیادہ ہے۔ پھر غور کرنا چاہئے۔ کہ کل ملک میں

گورنمنٹ لگان اور ٹیکسون کے ذریعے سے کروڑون روپیہ ملک سے لوٹ کر نہ لے جائے۔ تو ہندوستان کی خلقت خوشحال رہ سکتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کی زمین سونا اگلتی ہے۔ مگر جب ظالم گورنمنٹ ہے۔ تب تک کم آبادی مین بھی قحط کی مصیبت سر پر سوار رہیگی +

پنجاب مین بیماری

پچھلے سالون مین صوبہ پنجاب طرح طرح کی مصیبتون مین گرفتار رہا ہے۔ ان آفتون مین سے سب سے بڑی آفت بیماری رہی ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ پنجاب کے آدمی مضبوط ہین۔ مگر پھر بھی بیماری کی زیادتی ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء مین پلیگ اس زورشور کی رہی۔ کہ گاؤن کے گاؤن تباہ ہو گئے۔ اور شہرون مین کہرام مچ گیا۔ ایک ایک ضلع مین ہزارون مرد عورت اور بچے مر گئے۔ چنانچہ ضلع گوجرانوالہ مین ۱۷ ہزار آٹھ سو اموات ہوئین۔ ضلع سیالکوٹ مین باسٹھ ہزار چھ سو ضلع جالندھر مین ۳۹ ہزار چھ سو ضلع ہوشیارپور مین ۳۹ ہزار ۷ سو پانچ۔ ضلع لاہور مین ۱۷ ہزار چار سو۔ ضلع امرتسر مین ۲۴ ہزار ۷ سو ضلع لدھیانہ مین ۲۲ ہزار ۳ سو۔ ضلع فیروزپور مین ۲۹ ہزار ۵ سو۔ کل صوبے مین سنہ ۱۹۰۷ء مین ہی چھ لاکھ پانچ ہزار اموات ہوئین۔ کہتے ہین۔ کہ پلیگ کمزور آدمیون کو ستاتی ہے۔ مگر پنجاب مین خلقت زیادہ دُربل نہین ہے۔ اموات گاؤن مین بہت ہوئین۔ گو شہرون مین بھی تعداد زیادہ رہا۔ جن کو سنہ ۱۹۰۷ء یاد ہے۔ ان کے دل پر ایسی بیکسی اور غم کی حالت کے خیال سے سانپ لوٹ جاتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۸ء مین پلیگ کم رہی۔ مگر بخار کا زور ہُوا۔ بخار دراصل ہر سال ہزارون لاکھون اموات کا سبب ہے۔ مگر ہم لوگ پرواہ نہین کرتے۔ سنہ ۱۹۰۸ء مین بخار نے شہرون مین

ہے۔ کہ گورنمنٹ حفظ صحت پر کافی روپیہ نہیں خرچ کرتی ہے۔
اور خلقت غریبی کی وجہ سے بُری خوراک کھاتی ہے۔ اندھیرے
اور غلیظ مکانوں میں رہتی ہے۔ میلے کپڑے پہنتی ہے۔ اور
صحت کے قواعد پر عمل نہیں کر سکتی۔ پس پلیگ کو دور کرنے کیلئے
دوسری پلیگ کو پہلے دور کرنا چاہیئے۔ یعنے انگریزی راج کو +
مندرجہ ذیل نقشہ سے انگریزی علاقہ میں پلیگ سے پھیلنے کا حال معلوم ہوگا۔

سال	تعداد اموات
سنہ ۱۸۹۶ء سے سنہ ۱۹۰۲ء تک	۹ لاکھ ۹۵ ہزار
سنہ ۱۹۰۳ء	۷ لاکھ ۲ ہزار
سنہ ۱۹۰۴ء	۹ لاکھ ۳۹ ہزار
سنہ ۱۹۰۵ء	۹ لاکھ ۴۱ ہزار
سنہ ۱۹۰۶ء	۳ لاکھ
سنہ ۱۹۰۷ء	۱۱ لاکھ ۶۶ ہزار
سنہ ۱۹۰۸ء	۱ لاکھ ۱۴ ہزار
سنہ ۱۹۰۹ء	۱ لاکھ ۴۵ ہزار
سنہ ۱۹۱۰ء	۴ لاکھ ۱۳ ہزار
سنہ ۱۹۱۱ء	۷ لاکھ ۳۴ ہزار
سنہ ۱۹۱۲ء	۲ لاکھ ۵۳ ہزار
کل تعداد	۶۷ لاکھ ۲۲ ہزار

یہ صرف انگریزی رپورٹ ہے۔ جو عموماً مبالغہ آمیز ہوتی ہے۔ حقیقت
میں گذشتہ بیس سال کے اندر ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ جانیں
پلیگ سے تلف ہوئی ہیں۔
غور کرو۔ کہ اتنی بڑی آبادی پلیگ سے ناش ہوگئی۔ اس موذی
نے خاندان تباہ کر دئے۔ گاؤں اجاڑ دئے۔ عزیزوں کو

بیماری کیوں زیادہ ہے۔ اس طرح سوچتے سوچتے اس کو پتہ لگیگا۔ کہ بیماری کا اصلی سبب انگریزی گورنمنٹ ہے۔ جکو ہندوستان میں سے اکھاڑ پھینکنے میں زیادہ دیری نہیں کرنی چاہیئے +

پلیگ سے اموات

موذی پلیگ ۱۸۹۶ء میں ہندوستان میں پہلی دفعہ نمودار ہوئی۔ اور اب تک سب صوبوں میں پھیل گئی ہے۔ اس آفت کا مقابلہ کرنے میں قوم نے کچھ کوشش نہیں کی۔ اور گورنمنٹ نے کچھ پروا نہ کی۔ قوم کو گورنمنٹ نے اتنا کمزور اور بے جان کر دیا ہے۔ کہ لیڈر کوئی بڑا کام اپنے ذمے نہیں لے سکتے۔ گورنمنٹ کا منہ تکتے ہیں اور گورنمنٹ جو قوم کی دشمن ہے۔ ملک کی بہتری کیلئے کیوں تجویزیں سوچیگی۔ اس کو کیا مطلب پڑا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کی خوشحالی کا بندوبست کرے۔ بلکہ گورنمنٹ کا اسی میں فائدہ ہے۔ کہ لوگ قحط اور بیماری سے پریشان رہیں۔ تاکہ گھبراہٹ اور مایوسی سے ان کے دل بجھ جائیں۔ اور امید کی کرن ان کے تاریک مسکن میں نہ پہنچے۔ امید بغاوت کی پیامبر ہے۔ امید آزادی کی قاصد ہے۔ پس پلیگ سے جو مایوسی قومی طبیعت پر طاری ہوئی ہے۔ اس سے گورنمنٹ کا ہر طرح فائدہ ہے۔

یورپ میں چودھویں صدی میں جو پلیگ آئی تھی۔ اس کے بعد دنیا کی تاریخ میں اب ہندوستان ہی میں ایسی مہلک پلیگ پھیلی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کیسی عجیب مصیبتوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اور کوئی خاص وجہ اس حالت کی ضرور ہے۔ پلیگ اس وجہ سے پھیلی

سے غلہ کھینچ کر باہر جاتا ہے۔ اور ہندی بیچارے فاقون کے مارے مر رہے ہین۔
ہندوستان سے گیہون کا نکاس مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

گیہون کا نکاس

سال	وزن	قیمت روپیون مین
سنہ ۱۹۰۲ء	۵ لاکھ ۴ ہزار ٹن	۴ کروڑ ۵۲ لاکھ
سنہ ۱۹۰۳ء	۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار ٹن	۱۱ کروڑ ۸ لاکھ
سنہ ۱۹۰۴ء	۲۱ لاکھ ۹۵ ہزار ٹن	۱۷ کروڑ ۹۱ لاکھ
سنہ ۱۹۰۵ء	۹ لاکھ ۲۷ ہزار ٹن	۸ کروڑ ۵۳ لاکھ
سنہ ۱۹۰۶ء	۸ لاکھ ٹن	۷ کروڑ ۲۵ لاکھ
سنہ ۱۹۰۷ء	۸ لاکھ ۸۰ ہزار ٹن	۸ کروڑ ۵۹ لاکھ
سنہ ۱۹۰۸ء	۱ لاکھ ۹ ہزار ٹن	۱ کروڑ ۴۳ لاکھ
سنہ ۱۹۰۹ء	۱۰ لاکھ ۵۰ ہزار ٹن	۱۲ کروڑ ۱۷ لاکھ
سنہ ۱۹۱۰ء	۱۳ لاکھ ۶۶ ہزار ٹن	۱۲ کروڑ ۹۶ لاکھ
سنہ ۱۹۱۱ء	۱۳ لاکھ ۷۱ ہزار ٹن	۱۳ کروڑ ۳۵ لاکھ

غور کیجئے۔ کہ ہر سال کتنا گیہون ہندوستان سے باہر جا رہا ہے۔ اور ملک کے اندر اس وقت کروڑ سے زیادہ آدمیون کو ایک وقت بھی پورا کھانا نہین ملتا۔ اس اچنبھے کا کیا کارن ہے؟

انگریزی گورنمنٹ کا لگان دینے کیلئے کسان فصل بوتے ہین۔ اور سارا سارا روپیہ مختلف طریقون سے انگلستان پہنچ جاتا ہے۔ ہندوستان سے جو دولت انگلستان جاتی ہے۔ وہ سب چاندی سونے کی شکل مین ہی نہین جاتی ہے۔ بلکہ غلہ اور دیگر پیداوار کی شکل مین بھی جاتی ہے۔ سب فاتح ملک اس طرح

تنخواہوں میں - فوج پر - ریلیں بناتے ہیں - لیکن جو کام پرجا کے لئے مفید ہیں - مثلاً تعلیم - حفظ صحت - آب پاشی - ان پر بہت ہی تھوڑا روپیہ خرچ ہوتا ہے -

انگریزوں کو مار کر ملک سے نکال دو - پھر دیس کا دھن دیس کی بھلائی پر خرچ ہوگا - اور قحط وغیرہ تکلیفات بالکل رفع ہو جائینگی +

ہندوستان سے غلہ کا نکاس

قحط میں بھی غلہ باہر جاتا ہے

جس ملک میں قدرت نے اپنی فیاضی کی شان دکھائی ہو - اور زمین سونا اگلتی ہو - وہاں کال کا کیا کام - ایسے دیش میں بھوک کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہونا چاہیئے - ایسا دیش ساری دنیا کو ان دے سکتا ہے - مگر آج یہہ حال ہے - کہ ہندوستان کے بچوں ہی کو روٹی نہیں ملتی - پردیس میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں - کال میں مرتے ہیں - اس کی کیا وجہ ہے - کیا وجہ ہے - کہ ہندوستان جنت نشان میں خوراک کی کمی ہو - وہ ہندوستان جہاں دودھ اور اناج کی ریل پیل ہوتی تھی - آج قحط کا گہوارہ بن رہا ہے - ہم پیارے بھائیوں کو ہندسوں کے ذریعہ سے ایک دردناک نظارہ دکھاتے ہیں - جس سے ان کو بہت عقل آئیگی - لوگوں کو معلوم نہیں ہے - کہ ہندوستان سے کتنا غلہ دوسرے ملکوں کو اور انگلستان کو جاتا ہے - جن ملکوں میں قحط پڑتے ہیں - وہاں یہ حالت ہے - کہ اناج بڑی مقدار میں باہر بھیجا جاتا ہے - پس کسان کو ہی کافی خوراک نہیں ملتی - اور دوسرے ملکوں کے باشندے چین کرتے ہیں - روس سے ہر سال لاکھوں من اناج باہر جاتا ہے - اور روسی کسان مزدور بھوکے ننگے رہتے ہیں - اسی طرح ہندوستان

سال کی بجائے پندرہ روپے سال فی کس ہے۔ اچھا۔ اگر ہم ایک دفعہ جھوٹی سرکار کو بھی سچا مان لیں۔ تو بھی ہندوستانیوں کی سالانہ آمدنی صرف تیس روپے یعنے دس ڈالر ہے۔ یہہ اتنی تھوڑی ہے۔ کہ اس کا ذکر کرتے انگریزی سرکار کو شرم آتی ہے۔ کہ دیگر اقوام کیا کہینگی۔ کہ تیرے راج میں اہلِ ہند ایسے غریب ہیں۔ کہ ان کے برابر دنیا میں کوئی غریب نہیں۔

چنانچہ کچھ عرصہ ہُوا۔ دہلی میں ایک ہندوستانی غلام ممبر قانونی کونسل نے قزاقِ عظیم یعنے وائسرائے ہند کے وزیروں سے پوچھا۔ کہ "لارڈ کرزن نے جو یہہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ ہندوستانیوں کی آمدنی صرف تیس روپیہ سال ہے۔ سو یہہ کہاں تک ٹھیک ہے"

انگریزی وزیر نے جواب دیا۔ کہ "ہم اس فضول سوال کا جواب نہیں دیتے۔ کرزن نے اپنی طرف سے جو ٹھیک سمجھا۔ اندازہ لگایا۔ ایسے سوالات کرنے سے کچھ فائدہ نہیں"۔ لو! یہ ہمنی کا انگریز کیوں ہندوستانیوں کی غریبی کا اندازہ ایک دو چار ہندسوں سے ہو سکتا ہے۔

امریکہ میں سرکاری افسروں نے یہہ قرار دیا ہے۔ کہ ہر ایک مزدور کو کم از کم نوسو ۹۰۰ ڈالر سالانہ ملنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے کم میں اپنی بیوی اور ایک دو بچوں کا گزارہ نہیں چلا سکتا۔ ابھی اوسط آمدنی امریکن مزدوروں کی اس سے کم ہے۔ تقریباً چھ سو ۶۰۰ ڈالر سالانہ ہے۔ مگر امریکہ کی سرکار قانونی طور پر ایسا انتظام کرتی جاتی ہے۔ کہ ہر مزدور کو آٹھ سو ۸۰۰ یا نوسو ۹۰۰ ڈالر سالانہ کے قریب ملیں۔ اب ہندوستان میں مزدوروں کا کیا حال ہے؟ ۔

مفتوح ملکون کو لوٹ کر کھا جاتے ہین۔ یعنے ان کی پیداوار کو۔

ہندوستان کا گیہون کہان جاتا ہے؟

اب دوسرے نقشہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ گیہون کہان جاتا ہے۔ جواب ہے۔ انگلستان کو۔ مندرجہ ذیل اعداد ظاہر کرتے ہین۔ کہ کل مقدار نکاس مین سے کتنا گیہون انگلستان جاتا ہے۔

سال	کل مقدار نکاس گیہون	مقدار جو انگلستان کو جاتی ہے
سنہ ۱۹۰۷ء	۸ لاکھ ۸۰ ہزار ٹن	۷ لاکھ ۱۷ ہزار ٹن
سنہ ۱۹۰۸ء	۱ لاکھ ۹ ہزار ٹن	ایک لاکھ ٹن
سنہ ۱۹۰۹ء	۱۰ لاکھ ۵۰ ہزار "	۸ لاکھ ۸۲ ہزار ٹن
سنہ ۱۹۱۰ء	۱۲ لاکھ ۶۶ ہزار "	۱۰ لاکھ ۳۷ ہزار "
سنہ ۱۹۱۱ء	۱۳ لاکھ ۶۱ "	۱۰ لاکھ ۳۳ ہزار ٹن

صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان سے جو گیہون باہر جاتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ انگلستان پہنچتا ہے۔ اور بہت کم مقدار دوسرے ملکون کو جاتی ہے۔ اور یہ ہندسے دکھاتے ہین۔ کہ جب غریب ہندیون کا پیٹ کاٹا جاتا ہے۔ تو کن کا پیٹ بھرتا ہے۔ یہ معمولی تجارت کا معاملہ نہین ہے۔ بلکہ لوٹ مار کا نتیجہ ہے۔ اور یہ لوٹ مار تب ہی بند ہوگی۔ جب انگریزی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائیگا +

ہندوستانیون کی آمدنی

ہندوستانیون کی اوسط آمدنی پانچ پیسے روزانہ ہے۔ یعنے تقریباً تیس روپے سال۔ یہ اندازہ سرکار انگریزی کے داماد خود کرزن نے لگایا تھا۔ اور انگریز مصنف ولیم ڈگبی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ہندوستان کی روزانہ آمدنی تیس روپے

سال کی بجائے پندرہ روپے سال فی کس ہے۔ اچھا۔ اگر ہم ایک دفعہ جھوٹی سرکار کو بھی سچا مان لیں۔ تو بھی ہندوستانیوں کی سالانہ آمدنی صرف تیس روپے یعنے دس ڈالر ہے۔ یہہ اتنی تھوڑی ہے۔ کہ اِس کا ذکر کرتے انگریزی سرکار کو شرم آتی ہے۔ کہ دیگر اقوام کیا کہینگی۔ کہ تیرے راج میں اہلِ ہند ایسے غریب ہیں۔ کہ ان کے برابر دنیا میں کوئی غریب نہیں۔

چنانچہ کچھ عرصہ ہوا۔ دہلی میں ایک ہندوستانی غلام ممبر قانونی کونسل نے قزاق عظیم یعنے وائسرائے ہند کے وزیروں سے پوچھا۔ کہ ”لارڈ کرزن نے جو یہہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ ہندوستانیوں کی آمدنی صرف تیس روپیہ سال ہے۔ سو یہہ کہاں تک ٹھیک ہے“

انگریزی وزیر نے جواب دیا۔ کہ ”ہم اس فضول سوال کا جواب نہیں دیتے۔ کرزن نے اپنی طرف سے جو ٹھیک سمجھا۔ اندازہ لگایا۔ ایسے سوالات کرنے سے کچھ فائدہ نہیں“۔ لو! یہ ہمنی کا انگریز کیوں ہندوستانیوں کی غریبی کا اندازہ ایک دو چار ہندسوں سے ہو سکتا ہے۔

امریکہ میں سرکاری افسروں نے یہہ قرار دیا ہے۔ کہ ہر ایک مزدور کو کم از کم نوسو (۹۰۰) ڈالر سالانہ ملنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے کم میں اپنی بیوی اور ایک دو بچوں کا گذارہ نہیں چلا سکتا۔ ابھی اوسط آمدنی امریکن مزدوروں کی اس سے کم ہے۔ تقریباً چھ سو (۶۰۰) ڈالر سالانہ ہے۔ مگر امریکہ کی سرکار قانونی طور پر ایسا انتظام کرتی جاتی ہے۔ کہ ہر مزدور کو آٹھ سو (۸۰۰) یا نوسو (۹۰۰) ڈالر سالانہ کے قریب ملیں۔ اب ہندوستان میں مزدوروں کا کیا حال ہے؟ —

مفتوح ملکوں کو لوٹ کر کھا جاتے ہیں۔ یعنے ان کی پیداوار کو۔

ہندوستان کا گیہوں کہاں جاتا ہے؟

اب دوسرے نقشہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ یہ گیہوں کہاں جاتا ہے۔ جواب ہے۔ انگلستان کو۔ مندرجہ ذیل اعداد ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کل مقدار نکاس میں سے کتنا گیہوں انگلستان جاتا ہے۔

سال	کل مقدار نکاس گیہوں	مقدار جو انگلستان کو جاتی ہے
۱۹۰۷ء	۸ لاکھ ۸۰ ہزار ٹن	۷ لاکھ ۱۷ ہزار ٹن
۱۹۰۸ء	۱ لاکھ ۹ ہزار ٹن	ایک لاکھ ٹن
۱۹۰۹ء	۱۰ لاکھ ۵۰ ہزار "	۸ لاکھ ۸۲ ہزار ٹن
۱۹۱۰ء	۱۲ لاکھ ۶۶ ہزار "	۱۰ لاکھ ۳۷ ہزار "
۱۹۱۱ء	۱۳ لاکھ ۶۱ " "	۱۰ لاکھ ۳۳ ہزار ٹن

صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان سے جو گیہوں باہر جاتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ انگلستان پہنچتا ہے۔ اور بہت کم مقدار دوسرے ملکوں کو جاتی ہے۔ اور یہ ہندسے دکھاتے ہیں۔ کہ جب غریب ہندیوں کا پیٹ کاٹا جاتا ہے۔ تو کس کا پیٹ بھرتا ہے۔ یہ معمولی تجارت کا معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ لوٹ مار کا نتیجہ ہے۔ اور یہ لوٹ مار تب ہی بند ہوگی۔ جب انگریزی حکومت کا خاتمہ کر دیا جائیگا۔

ہندوستانیوں کی آمدنی

ہندوستانیوں کی اوسط آمدنی پانچ پیسے روزانہ ہے۔ یعنے تقریباً تیس روپے سال۔ یہ اندازہ سرکار انگریزی کے داماد خود کرزن نے لگایا تھا۔ اور انگریز مصنف ولیم ڈگبی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ہندوستان کی روزانہ آمدنی تیس روپے

خزانہ سے ہندوستانیون کا روپیہ دوسری قومون کو قرضے پر دیتے ہین۔ اور وہی قومین جو ہندوستان سے روپیہ ادھار لیتی ہین۔ ہندوستانیون کو اپنے ہان قدم نہین رکھنے دیتین۔ یعنے قرض دینے والے دھکے کھاتے ہین قرض لینے والون کے ہاتھون سے۔

ذیل کے نقشہ سے ہندوستان کا دیا ہوا قرضہ ملاحظہ ہو:۔

ہندوستان کے خزانے سے ـــــ ۱۶۱۰۰ پونڈ ـــــ کینیڈا

" ـــــ ۱۰۰۰۰ ـــــ افریقہ

" ـــــ ۳۰۰۰۰ ـــــ نیوزی لینڈ

" ـــــ ۱۱۰۰۰۰ ـــــ آسٹریلیا

کو قرضہ دیا ہے۔ اور یہی ملک ایسے ہین۔ جو ہندوستانیون کو دھکے دیتے ہین۔ جو لوگ ہمارے قرضدار ہین۔ وہی ہم کو دباتے ہین۔ یہہ کیون؟ اسلئے کہ ہم غلام ہین۔ اور اس کا ایک علاج صرف یہی ہے۔ کہ ہمارا دھن خود ہڑپ کرنے والے اور دوسرے اپنے سالے سسرے مین بانٹنے والے ظالم ڈاکو انگریزون کو اپنے ملک سے باہر نکال دیوین۔ ہندوستان کا اتنا روپیہ ہندوستان کے خزانے سے انگریز ڈاکو باہر لٹاتے پھرتے ہین۔ عجب بات ہے۔ کہ ساہوکار تو بھوکے مرین۔ اور قرضدار اکڑ خانیان کرین۔ ہندوستانی تو کروڑون کال کے بس ہون۔ اور ان کا روپیہ باہر قرض کے طور پر لٹایا جاوے۔ پس سب چھوٹے موٹے مثلاً قحط تعلیم وغیرہ کے چندون کا کام چھوڑکر غدر مین شامل ہو جانا چاہئے۔ دیس مین قحط کال کیلئے امریکہ کینیڈا مین چندے جمع کرنے سے کیا کینیڈا۔ افریقہ۔ آسٹریلیا کو دیا ہوا قرضہ واپس آجائیگا۔ کیا ایسے چندون سے قحط و کال دیس سے مٹ جائیگا؟ ہرگز نہین۔ ہندوستان مین ہر روز قحط اس لئے نہین پڑتا۔ کہ وہان

ہندوستان کے بارے مین کوئی ہندو سے ہی سرکار تیار نہین کرتی۔ کیونکہ سچ کہتے ہوئے شرماتی ہے۔ مگر خیر۔ ایک سرکاری رپورٹ سے ہم یہہ ہند سے لیتے ہین۔ کہ شمالی ہندوستان مین جو مزدوراُون کی کلون مین کام کرتے ہین۔ اُن کی ماہواری تنخواہ صرف سات روپیہ ہے۔ یعنی ۸۴ روپیہ یا ۲۸ ڈالر سالانہ ہے۔ کہان امریکنون کے آٹھ یا نوسو ڈالر سالانہ۔ اور کہان ہندوستانیون کے ۲۸ ڈالر سالانہ۔ کتنا زمین آسمان کا فرق ہے۔ امریکہ مین ایک معمولی جھاڑو دینے والے کو ڈھائی سو یا تین سو روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ ہندوستان مین یہہ تنخواہ ہندی ڈپٹی کلکٹرون کو بھی نہین ملتی۔

دنیا مین ہندوستان جیسا کوئی غریب ملک نہین۔ بس اگر تم اپنی بہنون بہو۔ بیٹیون کو۔ بچون کو۔ غریب الوطن ہندوستانیون کو مفلسی بیماری اور دنیا بھر کی مصیبتون سے بچانا چاہتے ہو۔ **تو جلد اٹھو۔ تلوار پکڑو۔ زندہ شہیدون کا سروپ دھار پاجیون کو دور کرو اور بھارت ماتا پیارے وطن ہندوستان کو اپنے سُکھ کیلئے غدر کر کے آزاد کرو۔ تب خوشحالی آئیگی +**

ہندوستان کا روپیہ دوسرون مین بانٹا جاتا ہے

خود ہندوستانی تو قحط پلیگ مین مرتے ہین۔ اور انگریز ہندوستان کا غلہ اور دھن ولایت کھینچ کرے جاتے ہین۔ اور خود کھانے اور موجین منانے کے علاوہ یہہ ظالم انگریز ہندوستان کا روپیہ اپنے دوسرے بھائی بندون مین ایسا بانٹتے ہین۔ جیسے چور اور ڈاکو چوری کا مال مفت مین لٹاتے پھرتے ہین۔ خود ہمارا دھن کھا کھا کر جب ڈاکو انگریز موٹے ہوتے جاتے ہین۔ اور گلے تک بھر جاتے ہین۔ اور زیادہ روپیہ ہضم نہین کر سکتے۔ تو دوسرے ملکون اور قومون مین ہمارا روپیہ تقسیم کر دیتے ہین۔ یعنی انگریز ہندوستان کے

ہماری تحریک کی ترقی کا نشان ہے۔ کیونکہ جب دشمن ڈرتا ہے۔ تو ہمارا کام ضرور سپھل ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دس برس مین پولیس کے محکمہ مین کتنی ازادی ہوئی:—

نام عہدہ	سنہ ۱۹۰۱ء مین	سنہ ۱۹۱۱ء مین
انسپکٹر جنرل اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل	۳۷	۵۱
سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	۴۸۰	۵۹۹
انسپکٹر	۱۲۳۲	۱۷۵۱
سب انسپکٹر	۵۳۹۶	۹۸۷۴
سارجنٹ اور ہیڈ کانسٹیبل	۱۷۶۸۲	۲۲۷۹۲
کانسٹیبل	۱۲۱۰۵۵	۱۵۴۶۹۲
کل تعداد	۱۶۳۱۱۶	۱۸۹۹۹۳

اس نقشہ سے معلوم ہوگا۔ کہ گورنمنٹ غدر کی ہل چل سے کتنی ڈر گئی ہے۔ ورنہ اتنے افسر کیون بڑھائے جاتے۔ مگر پرجا کو دبانے اور سب باتون کی خبر رکھنے کے لئے یہہ ضروری ہے۔ کہ پولیس زیادہ رکھی جائے۔

کچھ مضائقہ نہین ہے۔ ادھر گورنمنٹ پولیس بڑھائی جائے۔ ادھر ہم غدر

غلہ و دھن کم ہوتا ہے۔ بلکہ قحط اور پلیگ ہمارے دیس مین اسلیئے ڈیرہ جمائے ہوئے ہین۔ کہ وہان سے ہر سال کروڑون روپیہ ڈاکو انگریز لے جاتے ہین۔ اور ہر سال کروڑون ہی روپیہ انگریز اپنے سالے سسرون کو قرضہ دے دیتے ہین۔ غدر کرکے اور آزادی حاصل کرنے کے بعد ان کروڑون روپیون کا جانا رک جائیگا۔ اور دیش مین ہر آدمی خوشحال رہیگا+ پس سب دکھون کا علاج غدر ہے+

پولیس کا محکمہ

غلام جماعتون کا وہی حال ہے۔ کہ تمہاری جوتی تمہارے ہی سر۔ اُن کا روپیہ لے کر ان کو دبانے اور لوٹنے کی ترکیبین عمل مین لائی جاتی ہین۔ ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ اسی اصول پر قائم ہے۔ گورنمنٹ کا ہاتھ پولیس ہے۔ اگر فوج گورنمنٹ کا دایان ہاتھ ہے۔ تو پولیس بایان ہاتھ ہے۔ پولیس گورنمنٹ کی آنکھ اور کان ہے۔ پولیس کے ذریعہ سے انگریزون نے ہمارے ملک کو زیر کر رکھا ہے۔ پولیس کے ڈر سے لوگ ٹیکس دیتے ہین۔ غدر پرچار سے رک جاتے ہین+ ہمیشہ مسکین اور بزدل رہتے ہین۔ پولیس مین جو آدمی نوکری کرتا ہے۔ وہ نمک حرام ہے۔ دیش کا دشمن ہے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ ڈوب مرے۔ کیونکہ اس کی زندگی سے لاکھون بھائیون کو دکھ پہنچتا ہے۔ ہندوستان مین ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک گورنمنٹ نے پولیس کے محکمہ مین خوب ایزادی کی۔ کیونکہ گورنمنٹ آزادی کی تحریک سے ڈرتی ہے۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۹ء تک خاص طور پر پولیس افسرون کی تعداد بڑھائی گئی۔ اور خرچ بھی زیادہ کیا گیا۔ گورنمنٹ کا یہہ طرز عمل

کی تیاری کرتے ہین تب ایک دن ان سب
بدمعاشون کو اکٹھا کر کے سزا دی جائیگی - اور
جتنے پولیس کے نوکر ہین - اتنی ہی پھانسیان
کھڑی کر دی جائینگی +

"ہندوستان مین پرجا کے دکھ کی داستان"
'ہندوں کی گواہی'
غدر کی پستکون کا سلسلہ نمبر ۲
ملنے کا پتہ
The Editor 'Hindustan Gaddar'
San-Francisco
California.
U. S. A.
یہ پستک یگانتر آشرم کیطرف سے مفت بھیجی
جاتی ہے +